جنگ وامن جیسے پیش آمدہ حالات میں ایک سلفی کا موقف کیا ہونا چاہیے؟

مختلف علماء کرام

ترجمہ وترتیب: طارق علی بروہی

مصدر: مختلف مصادر۔

پیشکش: توحیدِ خالص ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَاِذَا جَاۗءَھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْھُمْ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ (النساء: 83)

(اور جب ان کے پاس امن یا خوف کا کوئی معاملہ آتا ہے وہ اس کی نشر وتشہیر شروع کردیتے ہیں اور اگر وہ اسے رسول کی طرف اور اپنے اولی الامر کی طرف لوٹاتے تو وہ لوگ اسے ضرور جان لیتے جو ان میں استنباط کرتے (ان میں سے اس کا اصل مطلب نکالتے) ہیں، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو بہت تھوڑے لوگوں کے سوا تم سب شیطان کے پیچھے لگ جاتے)

اس آیت کو دلیل بنا کر شیخ مقبل بن ہادی الوادعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میرے نزدیک لوگوں نے جب سے علماء کرام کی طرف رجوع کرنا چھوڑ دیا ہے اس وقت سے حواس باختہ ہوچکے ہیں۔ حالانکہ مذکورہ بالا فرمان الہی موجود ہے، اور اس میں اولی الامر سے مراد علماء، امراء (حکام) اور معاملہ فہم صالحین لوگ ہیں۔

[کتاب "تحفة المجيب" میں ایک ریکارڈنگ بتاریخ 18 صفر 1417ھ بتحت عنوان "من وراء التفجيرات في أرض الحرمين" سے لیا گیا]

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

لہذا ہر شخص کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ یہ ذمہ داری ادا کرے، اور حکمرانوں کی غلطیوں کی ترویج وتشہیر کرنے کا نصیحت چاہنے سے کوئی تعلق ہی نہیں، بلکہ یہ تو منکرات اور فواحش کو مومنوں کے درمیان پھیلانے کے تحت شمار ہوگا، اور نہ ہی یہ سلف صالحین کا منہج ہی تھا، اگرچہ ایسا کرنے والے کی کتنی ہی اچھی نیت کیوں نہ ہو، یہ اس کے زعم میں بری بات کا رد کرنا ہے، حالانکہ

جو وہ خود کر رہا ہے وہ اس برائی سے بھی بڑی ہے جس کا وہ رد کر رہا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ برائی کا انکار خود ایک برا کام بن جاتا ہے اس وقت جب وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق نہ ہو۔

[مقالہ: حکمرانوں کو نصیحت کرنے کا سلفی طریقہ]

اس آیت کے تحت شیخ عبید الجابری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ آیت مسلمانوں کی ایک ایسے شریف قاعدے پر تربیت کرتی ہے، کہ جب بھی ان کا سامنا کسی بھی قسم کے مصائب، مشکل اور کٹھن امور سے ہو تو اسے اپنا کر اس پر چلنا ان پر واجب ہے۔ اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ ایسی درپیش مشکلات اور بڑے معاملات کو جو ایک حلم وبردبار شخص تک کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں، ان لوگوں کی طرف لوٹائیں جو ان پر کلام کرنے اور ان کو حل کرنے کے اہل ہیں، اور یہ لوگوں میں سے دو قسم کے گروہ ہیں:

پہلا گروہ: رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- ہیں، اور اب اس سے مراد ان امور کو آپ -صلی اللہ علیہ وسلم- کی سنت کی طرف لوٹانا ہے۔

دوسرا گروہ: وہ لوگ جو حکومت میں ہیں، کیونکہ بے شک حاکم وقت اور اس کے ساتھ جو اہل شوریٰ ہیں، علماء اور تجربہ کار لوگ، اہل حل وعقد، اور شرعی اور سیاسی امور کی معرفت رکھنے والے، یہی لوگ ان درپیش مشکلات کو حل کرنے کے اہل ہیں ناکہ عام عوام۔

اور اس بات کی مزید وضاحت اس روایت سے ہو جاتی ہے جو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ لوگوں کے درمیان یہ بات پھیل گئی کہ رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے، عمر -رضی اللہ عنہ- نے فرمایا:

”فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ -صلى الله عليه و سلم- فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَطَلَّقْتَ نِسَاءَكَ؟! قَالَ: لَا! قَالَ عُمَرُ لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَةُ: فَكُنْتُ أَنَا اسْتَنْبَطْتُ ذَلِكَ الْأَمْرَ“[1]۔

(میں نے نبی -صلی اللہ علیہ وسلم- کے پاس آکر کہا: یا رسول اللہ، کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ -صلی اللہ علیہ وسلم- نے فرمایا: نہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے ہی اس معاملے کا استنباط کیا)۔

[جناية التميّع على المنهج السلفي س 3]

خبروں کے متعلق ہم شرعی طور پر نجی ذرائع کے بجائے

[1] امام مسلم نے اسے صحیح مسلم میں، کتاب: الطلاق، باب في الإيلاء واعتزال النساء، وتخييرهن، وقوله تعالى: {وَإِن تَظَاهَرَا عَلَيْهِ}، حدیث نمبر ۱۴۷۹ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے۔

سرکاری ذرائع کی جانب رجوع کرنے کے پابند ہیں

شیخ محمد بن عمر بازمول حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

ہم مامور ہیں اس بات کے کہ اپنے حکمرانوں کی سمع وطاعت (سنیں اور فرمانبرداری) کریں۔۔۔ ہر مسلمان اپنی جہت سے۔ ہم نے اطاعت کا معنی جان لیا یہ کہ اگر ہمیں (اللہ کی) معصیت کے علاوہ حکم دیا جائے گا تو ہم اس کی بجاآوری کریں گے۔ پس سمع کا کیا معنی ہے؟

اس بارے میں مجھ پر ایک بات ظاہر ہوئی ہے اگر میں اس میں صواب کو پاتا ہوں تو الحمدللہ، اور اگر غلطی کی ہے تو میں اللہ سے بخشش کا طالب ہوں۔

حکمران کی سننے میں یہ بات شامل ہے کہ ہم دیگر ایسی خبر رساں ایجنسیوں کی نہ سنیں کہ جو رونما ہونے والے معاملات کی گھتیاں سلجھانا نشر کرتے ہیں۔ بلکہ آپ کو صرف اپنے حکمران کی سننی چاہیے، کیونکہ بلاشبہ اے مسلمان! فتنوں کے وقت آپ کے لیے یہ اکلوتا موثوقہ اور قابل اعتماد ذریعہ ہے۔ اور آپ کا ان خبر رساں ایجنسیوں سے خبریں اور ان کی گھتیوں کو سلجھانے کا سننا (اگر اللہ کا کرم نہ ہو تو) عنقریب آپ کو اس طرف لے جائے گا جو شرعی مؤقف کے خلاف ہو۔ خصوصاً جب ہم یہ جانتے ہیں کہ دشمنان اسلام اس میڈیا پر قابض ہیں، اور اسے بطور اسلحہ استعمال کرتے ہیں، تاکہ اپنے اہداف و اغراض حاصل کرسکیں، اور ان کی اس بارے میں تصریحات (کھلا اقرار) تک موجود ہے۔ واللہ اعلم

[خطر فى بالي! 43 – على جدران الفيسبوك، الأصدار الأول]

پیش آنے والے حالات میں اولیٰ الامر کی جانب رجوع نہ کرنے کا نقصانات

اور ایسا کرنے والے سلفی نہیں ہوسکتے

اسی طرح شیخ حفظہ اللہ اپنی کتاب المنهج السلفي تعريفه وسماته ودعوته الاصلاحية میں فرماتے ہیں:

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ پیش آمدہ مسائل کی معلومات کے لیے علماء کی طرف رجوع کیا جائے گا اور ان سے اس کا حکم معلوم کیا جائے گا، اور ان پر پیش قدمی کو ترک کیا جائے گا۔

اوراس آیت میں یہ بھی دلیل ہے کہ اہل رائے کی طرف رجوع کرنا مردود ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے ان علماء کی طرف رجوع کا حکم دیا ہے جو نصوص سے استنباط کرتے ہیں۔ اور چونکہ اہل رائے اہل استنباط میں سے نہیں ہیں لہذا ان کی جانب رجوع کا حکم نہیں ہے۔ چناچہ امت کے نئے پیش آمدہ مسائل میں عوامی بیانات اور خطبات میں ان علماء کرام پر پیش قدمی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ ان کے حقوق میں سے ہے۔

علامہ عبدالرحمن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ سابقہ آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:(یہ اللہ تعالی کی اپنے بندوں کو تادیب ہے کہ ایسا عمل غیر لائق ہے۔ ان کو چاہیے کہ جب ان کے پاس کوئی ایسا اہم واقعہ اور مصالح عامہ کے امور پیش آئیں جس کا تعلق امن وامان اور مسلمانوں کی خوشی سے ہو یا کوئی خوف کا معاملہ آئے جس میں مصیبت ہو تو تصدیق وتوثیق کرلیا کریں۔ اور اس خبر کو عام کرنے میں جلدی نہ کریں۔ بلکہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (حیات میں آپ کی) طرف اور اولی الامر یعنی عمدہ رائے والے اہل علم واقتدار، امت کے خیر خواہ، عقل وبرباری کے حامل جو معاملات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور امت کے مصالح اور اس کی ضد کو اچھی طرح سے جانتے ہیں کی طرف لوٹایا جائے۔

پھر اگر وہ اولی الامر دیکھیں گے کہ اس کو عام کرنے میں مسلمانوں کی مصلحت ہے اور اس سے مومنوں کو نشاط وسرور اور دشمنوں سے بچاؤ ہوگا تو اسے نشر کرسکتے ہیں اور اگر وہ دیکھیں گے کہ مسلمانوں کی اس میں کوئی مصلحت نہیں ہے یا اگر ہے بھی تو نقصان مصلحت سے زیادہ ہے تو اس وقت اس کو عام نہ کریں گے۔ اسی لیے فرمایا:﴿لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ﴾ یعنی اپنی مضبوط فکر، رائے سدید اور علم رشید کے ذریعہ اس کا استخراج وحل کشید کرتے ہیں۔ نیز اس آیت میں ایک ادبی قاعدے کی بھی دلیل ہے اور وہ یہ کہ اگر کسی معاملے میں تحقیق مطلوب ہو تو اسے اس معاملے کے اہل وماہرین کے سپرد کرنا چاہیے۔ اور ان پر پیش قدمی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہی اقرب الی الصواب اور غلطی سے بچاؤ کے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور اس میں کسی بھی معاملہ کو سنتے ہی فوراً افشاں کرنے میں جلدی بازی اور عجلت پسندی کرنے سے روکا گیا ہے۔ اور کوئی کلام کرنے سے پہلے اچھی طرح غور وفکر کرنے اور اس کی حقیقت کو جاننے کا حکم دیا گیا ہے کہ اگر اس میں مصلحت ظاہر ہو تو پیش قدمی کی جائے اور اگر مصلحت ظاہر نہ ہو تو پرہیز کیا جائے۔

پھر فرمایا:﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ﴾ یعنی اگر اللہ کی توفیق شامل حال نہ ہوتی اور اس کا ادب سکھانا اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کی تعلیم دینا نہ ہوتا تو﴿لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ معدودے چند کے سب شیطان کے پیروکار بن جاتے کیونکہ انسان طبعی اعتبار سے ظالم ہے جاہل ہے۔ اس کا نفس اس کو برائی ہی کی طرف آمادہ کرتا ہے، لیکن جب بندہ اپنے رب کی طرف رجوع کرے اور اس میں محنت کرے تو وہ اس پر لطف فرماتے ہوئے اسے ہر خیر کی توفیق بخشتا ہے اور اسے شیطان رجیم سے محفوظ رکھتا ہے)[2]۔

[2] تفسیر ابن سعدی (تیسیر الکریم الرحمن) الطبعۃ التی علی ھامش القرآن العظیم ص 190 اور اس کا مقارنہ کریں محاسن التاویل للقاسمی 5/324-326 کے ساتھ۔

دینی امور میں علماء کی طرف رجوع نہ کرنے پر ایک تو ان کا حق ضائع ہوتا ہے اور پھر اس کے علاوہ بہت سے نقصانات ہیں جیسے:

امت پر ذلت ورسوائی طاری ہوتی ہے جیسے کہ حدیث ہے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

’’إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ‘‘[3]

(جب تم عینہ کی تجارت (ایک قسم کا سودی معاملہ)[4] کرنے لگو، اور بیلوں کے دم پکڑے رہوگے، اور زراعت وکھیتی پر قناعت کر کے بیٹھ جاؤ گے، اور جہاد کو ترک کروگے تو اس وقت اللہ تعالی تم پر ذلت ورسوائی کو مسلط کر دے گا، اس ذلت کو تم سے اس وقت تک دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین کی طرف پلٹ نہ آؤ)۔

ظاہر بات ہے کہ لوگوں کے لیے دین کی طرف رجوع کا سوائے علماء کرام کے اور کوئی ذریعے نہیں۔ اگر وہ علماء کرام کا یہ حق ضائع کر دیں گے نہ ان کی پہچان حاصل کریں گے اور ان سے لاپرواہی برتتے ہوئے جاہلوں کو اپنا لیڈر بنالیں گے تو پھر وہ کیسے دین کی طرف پلٹ پائیں گے؟

---

[3] اخرجہ احمد فی المسند (الرسالۃ 8/440، تحت رقم 4825، 9/51، تحت رقم 5007، 9/395، تحت رقم 5562)، وابوداود فی کتاب البیع باب فی النھی عن العینۃ، حدیث رقم 3462، وابویعلی فی المسند (10/29، تحت رقم 5659)، والبیھقی فی السنن الکبری (5/316)۔ اس حدیث کو المسند کے محققین نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن اس کے حسن ہونے کی طرف مسند ابویعلی کے محقق نے اشارہ کیا ہے۔ اور البانی نے اس کے مجموعی طرق کی وجہ سے صحیح قرار دیا ہے جسے السلسلۃ الصحیحۃ حدیث رقم 11 میں لائے ہیں۔ اور اس حدیث کا شاہد سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے: ’’لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوا فِي الدُّنْيَا‘‘ (باغات اور کھتیاں وغیرہ مت بناؤ ورنہ اس کی وجہ سے دنیا میں رغبت بڑھ جائے گی)۔ اخرجہ احمد (الرسالۃ 6/54، تحت رقم 3579)، والترمذی والحاکم، واوردہ الالبانی فی السلسلۃ الصحیحۃ تحت رقم 13۔

[4] بیع عینہ کی تفصیل جاننے کے لیے پڑھیں ہماری ویب سائٹ پر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون "امت کی فلاح کا واحد راستہ سلفی منہج"۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

دین تو وہ ہے جو حدیث جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام میں مذکور ہوا کہ اسلام، ایمان، احسان اور قیامت کی علامتوں کا بیان کرنے کے بعد آخر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِي: يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟ قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ، أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ“[5]

(پھر وہ (یعنی سائل جو عجیب وغریب حلیے میں آیا تھا) چلا گیا اور میں حیران بیٹھا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عمر تمہیں معلوم ہے یہ کون تھے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبرئیل تھے وہ تمہارے پاس تمہیں تمہارے دین کی تعلیم دینے آئے تھے)۔

جب علماء کی اہمیت گرادی جائے گی اور لوگ جاہلوں کو اپنا لیڈر بنالیں گے تو پھر کون انہیں ان کے دین کی طرف واپس لے کر جائے گا؟! وہ کیسے اس ذلت وپستی کی حالت سے بغیر علماء کے چھٹکارا حاصل کرپائیں گے؟!

اس کے نقصانات میں سے یہ بھی ہے کہ انسان سبیل المومنین سے خارج ہوجائے گا جس سے خروج اختیار کرنے والے کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے:

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا﴾(النساء:115)

(جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہوجانے کے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کردیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں پہنچا دیں گے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے)

اور علماء کے حقوق کو ضائع کرنے کے نقصانات میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت لازم آتی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو علماء کا اکرام کرنے، ان کے حقوق کی حفاظت کرنے اور ان کو ایذاء نہ دینے کا حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

---

[5] اخرجہ مسلم فی کتاب الایمان باب بیان الاسلام والایمان والاحسان، حدیث رقم 7 عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾(النور:63)

(جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں وہ کسی زبردست فتنے میں نہ مبتلا ہو جائیں یا انہیں دردناک عذاب نہ آپکڑے)

علماء کے حقوق کو ضائع کرنے کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اس سے اہل بدعت اور اہوا کی موافقت اور مشابہت لازم آتی ہے۔ وہ اس طرح کے اہل بدعت اور اہوا کی فطرت ہے کہ وہ علماء حق کی تنقیص شان کرتے ہیں۔ آپ سنت نبوی اور صحابہ کرام کے منہج سے منحرف کسی بھی فرقے اور جماعت کو دیکھ لیں یہ خصلت آپ ان میں ضرور پائیں گے۔ شیعہ کا معاملہ مشہور ہے[6]۔ خوارج کا حال بھی اس بارے میں مذکور ہے[7]۔ اور معتزلہ کی حرکتیں بھی معروف ہیں[8]۔ اور صوفی لوگوں کا علماء شریعت کی توہین کرنا بھی ملحوظ رہے[9]۔ اسی طرح سے آپ کسی بھی صراط مستقیم اور سبیل المومنین سے خارج منحرف فرقے یا جماعت یا گروپ کو پائیں گے کہ وہ ضرور علماء پر کلام کرتا ہوگا ان پر طعن کرتا اور ان کی شان میں تنقیص کرتا ہوگا۔ ان کے حق کو ضائع کرنے والا اور جاہلوں کو اپنا لیڈر بنانے والا ہوگا۔

---

[6] پس وہ صحابہ کرام کا رد کرتے ہیں اور ان کی تنقیص شان کرتے ہیں سوائے اہل بیت کے یا جو ان کے زعم میں ان کے دوست تھے۔

[7] ان کا معاملہ تو محض تنقیص شان تک محدود نہیں تھا بلکہ انہوں نے تو صحابہ کرام سے قتال تک کیا۔

[8] پس یہ اہل سنت کو حشویہ کی تہمت لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بالکل جاہل و سادہ لوح عوام کی طرح ہیں کہ جنہیں معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ان کے پاس موجود احادیث کا صحیح معنی ومفہوم کیا ہے۔ اور ضعفاء العقیلی 3/285 میں ہے: عن اسماعیل بن علیہ عن الیسع ابو سعدہ قال: (ایک دن واصل (بن عطاء) بات کر رہا تھا تو عمرو بن عبید نے کہا: دیکھو کیا خوب خطاب کر رہا ہے جبکہ حسن بصری، ابن سیرین، نخعی اور شعبی کو سنو جب بات کرتے ہیں تو لگتا ہے گویا کہ کوئی حیض کا کپڑا اچھینک مارا ہو)۔ اور واصل بن عطاء اور عمرو بن عبید معتزلہ کے بانی اور بڑے امام ہیں۔

[9] یہ لوگ بھی اہل سنت وحدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ تمہارا علم تو میت سے میت مروی ہوتا آیا ہے یعنی محدثین سے جبکہ ہمارا علم تو حی لایموت اللہ کی طرف سے آیا ہے جسے کبھی موت نہیں۔ ہم اس طرح کہتے ہیں کہ میرے دل نے میرے رب سے روایت کی کہ۔۔۔

امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: (روایت کی جاتی ہے کہ اہل بدعت کے زعماء میں سے کوئی الکلام (جسے وہ علم کلام کہتے ہیں) کی فقہ پر فضیلت بیان کرنا چاہتا تھا تو وہ کہنے لگا: امام شافعی اور ابو حنیفہ کا کوئی جملہ عورت کی شلوار سے باہر ہی نہیں نکلتا (یعنی بس حیض ونفاس کے مسائل ہی آتے ہیں انہیں) یہ ان منحرفین کی باتیں ہیں۔ اللہ انہیں غارت کرے)[10]۔

اور علماء کرام کے حقوق ضائع کرنے کے نقصانات میں سے یہ بھی ہے کہ لوگ صراط مستقیم وسبیل رشد وہدایت سے نکل کر گمراہی میں واقع ہوجائیں گے۔ کیونکہ لوگ پھر عنقریب علماء کو چھوڑ کر جاہلوں کا اپنا لیڈر بنائیں گے پھر وہ ان سے فتوی پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے جس سے وہ گمراہ ہوجائیں گے۔ پس اس کے نقصان میں سے لوگوں کا گمراہی میں پڑنا بھی ہے۔ اور اس کا ذکر سابقہ حدیث میں بھی آیا ہے جو کہ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يَتْرُكْ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا“[11]

(اللہ تعالی اس علم کو ایسے نہیں اٹھالے گا کہ لوگوں کے دلوں سے اسے کھینچ لیا جائے بلکہ اسے علماء کے اٹھائے جانے کے ساتھ اٹھائے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا لیڈر بنالیں گے۔ پس ان سے پوچھا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے نتیجتاً خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے)۔

اس میں محل شاہد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ: ”فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا“ (پس ان سے پوچھا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے نتیجتاً خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے) ملاحظہ کیجئے کیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے کا حکم لگایا!

[مقالہ: ہر سلفی واہل حدیث کہلانے والا سلفی نہیں ہوتا، سلفیت کی علامات]

---

[10] الاعتصام 2/239۔

[11] اخرجه البخاري في كتاب العلم باب كيف يقبض العلم، حديث رقم 100، ومسلم في كتاب العلم باب رفع العلم وقبضه وظهور الجهل والفتن، حديث رقم 2673۔

تصدیق نامہ

مندرجہ بالا مواد توحیدِ خالص ڈاٹ کام کی جانب سے نظر ثانی کیا گیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں کتاب وسنت اور فہم سلف صالحین کے مخالف کوئی بات مندرج نہیں۔ آپ اگر ٹائپنگ وغیرہ میں کوئی بھی غلطی محسوس کریں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ اسی طرح سے اگر ترجمے میں کسی بھی قسم کی غلطی، تضاد، نقص یا ابہام پائیں، یا پھر اصل عربی متن کے مقتضی کے خلاف کوئی اور معنی ومفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہو، یا پھر تیار کردہ مواد میں کوئی بھی بات قرآن وسنت اور فہم سلف صالحین کے خلاف ہو تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں

info@tawheedekhaalis.com اور براہ مہربانی غلطی کی نشاندہی مکمل حوالے کے ساتھ کی جائے تاکہ فوری اصلاح ممکن ہو۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے دینی مسائل کا جواب یا فتوی دینے کا مجاز نہیں بلکہ اس سلسلے میں علماء کرام سے براہ راست رابطہ کیا جائے۔ البتہ اگر آپ کے پاس کوئی مفید تجاویز ہوں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔